بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ماہنامہ مسلمان بچے
بچوں کے اسلامی و اخلاقی ادب کا ترجمان

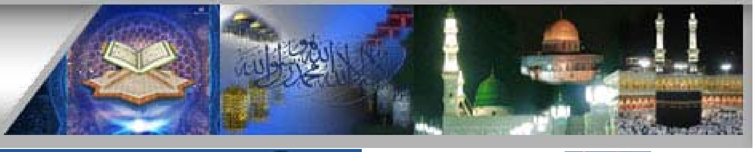

شمارہ 15 ربیع الاول ۱۴۳۰ھ بمطابق مارچ 2009ء

السلام علیکم

فہرست

☆ غیبی طاقت
☆ "الخبیر" تک کا سفر
☆ پکار
☆ میں مجاہد بنوں گا
☆ چاچا افلاطون
☆ اکابر علماء کا عشقِ رسول ﷺ
☆ آئیڈل
☆ دجال سے ملاقات
☆ تاریخ کے سفر میں روشنیوں کا شہر
☆ چاچا حیدر کا موٹر سائیکل
☆ کمانڈر سجاد خانؒ کی مثالی قربانی
☆ ربیع الاول
☆ پوشیدہ تیری خاک میں......
☆ نہر زبیدہ کا واقعہ
☆ درخت
☆ بدلہ
☆ آخری بار
☆ تاجکستان
☆ مسلم فاتحین
☆ اچھی سہیلی
☆ رسول اللہ ﷺ کی احادیث

"مسلمان بچوں" کے پرزور اصرار پر امیر ہند امیر المجاہدین حضرت مولانا محمد مسعود ازہر دامت برکاتہم کی سفرِ ہندوستان کی روداد شائع کی جارہی ہے

# کمانڈر سجاد خانؒ کی مثالی قربانی

یہ منظر بہت عجیب اور حیران کن تھا۔ کمانڈر سجاد خان کی شیر جیسی بلوری آنکھیں چمک رہی تھیں۔ وہ عجیب مزاج کے مالک تھے وہ اپنے اندر کی کیفیات کو چھپانا اور دبانا خوب جانتے تھے لیکن بعض جذباتی مواقع پر ان کی آنکھوں کی چمک حد سے بڑھ جاتی تھی اور یہ چمک ان کے دل میں اٹھنے والی کیفیات کی چغلی کھاتی تھی۔ میں نے ان کی اس طرح سے چمکتی آنکھوں کو زندگی میں کئی بار دیکھا۔ بعض اوقات ان کے آنسو آنکھوں کی آگ کو دھیما کر دیتے تھے۔ لیکن وہ لوگوں کے سامنے بہت کم روتے تھے اور بہت کم مواقع پر ان کے آنسو آنکھوں سے باہر آنے کا راستہ پاتے تھے۔ اسلامی تاریخ میں ایثار و قربانی کے واقعات کی کمی نہیں ہے۔ ہر دور میں اللہ تعالیٰ کے مخلص اور مضبوط بندوں نے اپنے مسلمان بھائیوں کی خاطر موت کے بوسے لیے اور دوسروں کی گردن چھڑا کر ان کے پھندے کو اپنی گردن میں ڈالا۔ تاریخ کے صفحوں میں عزیمت کے مینار پر کھڑے ان عاشقوں کا تذکرہ محفوظ ہے۔ وہ دوسروں کو پانی پیش کرتے کرتے خود پیاسے شہید ہو گئے لیکن ان کی یہ پیاس آج بھی خود غرضی کے مرض میں مبتلا بے شمار مسلمانوں کو ایثار و قربانی کے جام شیریں پلاتی ہے۔ ۲۸ رشعبان ۱۴۱۵ھ بمطابق ۱۱ رفروری ۱۹۹۴ء بروز جمعہ دوپہر کے لگ بھگ ساڑھے گیارہ بجے کمانڈر سجاد شہید رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسلام کے ان ایثار پیشہ عاشقوں میں اپنا نام لکھوا لیا۔ ان کا یہ کارنامہ اور ایثار کی یہ گھڑی انشاء اللہ قیامت تک ایک روشن مثال بن کر مجاہدین کی رہنمائی کرتی رہے گی۔ انہوں نے کچھ فوجیوں سے کہا کہ اپنے افسر کو بلاؤ میں نے ایک اہم اعلان کرنا ہے انڈین فوجی جو کشمیر میں مجاہدین کے شدید دباؤ میں رہتے ہیں۔ اس طرح کی پیشکش پر بہت خوش ہوتے ہیں کیونکہ عام طور سے ایسی پیشکش اپنی رہائی کے بدلے کسی بڑے مجاہد کو گرفتار کرانے یا اسلحے کے کسی بڑے ذخیرے کی اطلاع دینے کے لئے کی جاتی ہے۔ سجاد صاحب کشمیر میں طویل جنگی تجربہ رکھنے کی وجہ

مستقل سلسلے

اداریہ
یاد کیجئے
آرٹ گیلری
حیوانات کی حیرت انگیز دنیا
تحریروں کی دنیا
آپ کی پسند
انعامی سلسلہ
دانش کدہ
مسکرائیے
آدھی ملاقات
کہکشاں

سے انڈین آرمی کے مزاج کو خوب سمجھتے تھے۔ ان کی یہ بات سنتے ہی فوجی اپنے کمانڈنگ افسر کو لے آئے۔ میں یہ سارا منظر دیکھ کر بہت حیرت زدہ تھا اور مجھے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اب کیا ہونے والا ہے؟ ایک منٹ کے اندر ہی کمانڈنگ افسر میرے برابر آکر کھڑا ہوگیا۔ یہ درمیانے قد، قدرے موٹے جسم اور گول سانولے چہرے والا ایک عمر گزار کرنل تھا۔ اس نے اپنے ماتھے پر سرخ تلک کا تلک لگا رکھا تھا۔ (تلک اس رنگ کو کہتے ہیں جو ہندو مشرک اپنے ماتھے پر گول ٹیکے یا لمبی لکیر کی شکل میں لگاتے ہیں اور اسے ایک نفع بخش عبادت سمجھتے ہیں) اس کے آتے ہی سجاد صاحب نے بلند آواز میں فرمایا: افسر صاحب آپ کو مبارک ہو آج آپ نے ایک بڑی کامیابی حاصل کی ہے میں حرکۃ الانصار کا سالار اعلیٰ کمانڈر سجاد افغانی ہوں آپ لوگوں نے مجھے پکڑ لیا ہے لیکن یہ جو میرے ساتھ بزرگ ہیں ان کا مجاہدین کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ باہر سے آئے ہوئے پیر صاحب ہیں۔ میں نے انہیں اغواء کیا تھا۔ غالباً انہیں کی بددعا لگ گئی کہ آپ لوگوں نے مجھے پکڑ لیا ورنہ مجھے گرفتار کرنا آپ لوگوں کے لئے آسان نہیں تھا۔ سجاد صاحب کا یہ اعلان سنتے ہی کرنل کی باچھیں کھل گئیں اس نے بے اختیار سلوٹ مار کر اپنا ہاتھ مصافحے کے لئے گاڑی کے اندر بڑھایا اور باقی فوجی ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے۔ اسی اثناء میں سجاد صاحب نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا۔ پیر صاحب مجھے معاف کرنا۔ میں نے آپ کے ساتھ ظلم کیا جس کا مجھے خمیازہ بھگتنا پڑا۔ بس آپ مجھے معاف کریں پھر انہوں نے کرنل سے کہا کہ آپ لوگ اس پیر صاحب کو چھوڑ دیں آپ کو میری گرفتاری کی صورت میں ایک بڑی کامیابی مل چکی ہے۔ کرنل نے جواباً کہا کہ ہم انہیں چھوڑ دیں گے۔ اس مختصری بات چیت کے بعد فوجیوں نے مجھے وہاں سے ہٹا کر ایک گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بٹھادیا۔ انڈین آرمی کا ایک سکھ میجر میرے ساتھ بیٹھ گیا اور کانوائے دوبارہ فوجی کیمپ (بعد میں معلوم ہوا کہ اس کا نام کھندرو کیمپ تھا) کی طرف روانہ ہوگیا۔ کمانڈر سجاد خان نے اپنے دوست اور مہمان بھائی کی رہائی کے لئے وہ آخری اور انتہائی کوشش کرڈالی تھی جو وہ اس بے بسی کی حالت میں کرسکتے تھے اور غالباً اس کوشش کے ذریعے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر پانے کے علاوہ اپنے ضمیر پر پڑے اس بوجھ کو ہٹانے کی بھی تدبیر کی تھی جو اپنے مہمان کی حفاظت نہ کرسکنے کی وجہ سے ان پر مسلط تھا۔ سجاد صاحب کشمیر میں طویل عرصہ سے برسرپیکار

تھے۔ انڈین آرمی کے کئی مقامی مخبران کو چہرے سے پہچانتے تھے گرفتاری کے بعد اس بات کا قوی امکان تھا کہ کیمپ میں موجود مخبر انہیں پہچان لیتے لیکن انہوں نے مخبروں کے ذریعے پہچانے جانے سے پہلے ہی اپنی شناخت کو ظاہر کردیا اور یہ کام انہوں نے مجھے چھڑانے کے لئے کیا اور اس اعلان کے بعد دو دن تک وہ شدید تشدد برداشت کر کے بھی اپنے اعلان پر قائم رہے۔ یہاں تک کہ دیگر ذرائع سے انڈین آرمی نے مجھے پہچان لیا۔ سجاد صاحب کے اس اعلان کا انڈین آرمی پر کوئی زیادہ اثر نہیں پڑا بلکہ انہیں یہ شبہ ہوگیا کہ جس شخص کی خاطر حرکۃ الانصار کا عظیم سپہ سالار قربانی دے رہا ہے وہ یقیناً سپہ سالار سے بھی زیادہ اہمیت رکھتا ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے میری پہچان معلوم کرنے کیلئے اپنی کوششوں کو جاری رکھا جن میں انہیں کامیابی مل گئی۔ سجاد صاحب کو اپنے اس اعلان کے ذریعے وہ مقصد تو حاصل نہ ہوا جو وہ حاصل کرنا چاہتے تھے لیکن انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ہاں مقام پالیا اور اپنے اس عمل کے ذریعے مسلمانوں کو عموماً اور مجاہدین کو خصوصاً ایثار و قربانی کا وہ درس دیا جسے کبھی بھی نہیں بھلایا جاسکے گا۔ آج وہ لوگ جو اپنی ذات کی خاطر دوسروں کو ہلاکت اور خطرات میں ڈالنے سے گریز نہیں کرتے، سجاد صاحب کے اس عمل سے سبق لیں۔ کہ انہوں نے دوسروں کی خاطر خود کو خطرات میں ڈالا اور

اپنے بچ نکلنے کے موہوم سے امکان کو بھی ختم کردیا۔ سجاد صاحب کی اس جرأت، ایثار اور قربانی نے میرے دل میں ان کی عزت و عظمت کو پہلے سے بڑھا دیا۔ اس دن سے ہم دونوں پر ظلم و بربریت کی جو تاریک رات مسلط ہوئی وہ ہم نے ایک دوسرے کو سہارا دے کر گزاری۔ کھندرو کیمپ کا تشدد پھر شریف آباد بڈگام کے کیمپ کی بربریت اس کے بعد بادامی باغ کا عقوبت خانہ اور پھر کوٹ بھلوال کا قدرے کھلا ماحول اور سرنگ سازی کی محنت۔ اس کے بعد تالاب تلو کے تشدد خانے کی دردناک اذیت میں ہم دونوں الحمدللہ اکٹھے رہے اور ہمارے درمیان کبھی اختلاف و نزاع تو درکنار ایک دوسرے کے احترام و توقیر میں بھی کمی نہ آئی۔ ہماری مثالی محبت اور والہانہ تعلق کا یہ سلسلہ اس وقت تک تسلسل سے چلتا رہا جب تک ہم دونوں کا پاکستان میں موجود اپنے ساتھیوں سے رابطہ نہیں ہوا لیکن تہاڑ جیل پہنچ کر ہم دونوں کو الگ الگ جیلوں میں ڈال دیا گیا (تہاڑ جیل میں پانچ الگ الگ جیلیں ہیں) سات ماہ کی جدائی کے بعد ہم پھر جیل نمبر

ایک میں اکٹھے ہوگئے۔ روحانی محبت کا سلسلہ پھر ٹھاٹھیں مارنے لگا۔ دوسرے رفقاء ہم دونوں کو رشک کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اس بات پر حیران ہوتے تھے کہ چٹان کی طرح مضبوط اور خشک مزاج رکھنے والا کمانڈر سجاد اس تعلق میں موم کی طرح کس طرح سے نرم ہے؟ لیکن پھر اس تعلق کو نظر لگ گئی۔ تہاڑ جیل میں قیام کے آخری ایام میں جب ہم دونوں کا رابطہ پاکستان ہو چکا تھا تو اچانک بعض غلط فہمیاں بادِ سرسر کی طرح آئیں اور انہوں نے اس ایمانی رشتے کو بہارسے خزاں میں لاکھڑا کردیا۔ دنیا میں ایسا بھی ہوتا ہے اور جیل کے تاریک اور تنگ ماحول میں تو ایسا بہت زیادہ ہو جاتا ہے۔ ہم تو جیل کی تنگی میں تھے لوگ اپنے گھروں میں اپنے سگے بھائیوں اور والدین سے لڑ پڑتے ہیں۔ تہاڑ جیل میں ہم بھی اس آزمائش کا شکار ہوگئے۔ حالانکہ میں دوستی کے معاملے میں کافی محتاط ہوں۔ میں نے بہت کم لوگوں سے دوستی کی اور پھر کبھی خود اسے ختم نہیں کیا۔ لیکن سجاد صاحب کے ساتھ تعلق کو نظر لگ گئی۔ ہم دونوں ایک دوسرے سے کسی قدر الگ ہوگئے۔ یہ دور ہم دونوں کے لئے اذیت کا دور تھا۔

میں سبق پڑھاتا تھا وہ خاموشی سے آکر پڑھتے اور چلے جاتے۔ نماز بھی میرے سیل میں پڑھتے تھے اور عصر کے بعد کی اصلاحی مجلس میں اکٹھے ذکر کرتے تھے لیکن ہم دونوں پر خاموشی اور غم طاری تھا اور دل ایک دوسرے سے کسی قدر ناراض تھے۔ اس عرصے میں انہوں نے مجھے کئی خط لکھے میں نے بھی جواب لکھے باہر بھی اس ناراضگی کی خبر پر خوشیاں منائی گئیں۔ غالباً دونوں طرف سے کچھ خطوط بھی ان غلط فہمیوں کے باہر بھیجے گئے۔ تکلیف اور جدائی کا یہ عرصہ میں نے تصنیف وتالیف میں گزارا۔ یوں غم ہلکا کرنے کا ایک ذریعہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا۔ اس فترۃ کے زمانے میں ہم دونوں کو دیگر ساتھیوں کے ہمراہ تہاڑ جیل سے کوٹ بھلوال جیل جموں منتقل کردیا گیا۔ تہاڑ جیل کے آخری ایام کا اثر ہم دونوں پر باقی تھا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں کوٹ بھلوال جیل کے بلاک نمبر ۹ کے سیل نمبر ۷ کی کھڈی پر بیٹھا ہوا قرآن مجید پڑھ رہا تھا۔ اس وقت سیل میں میرے سوا اور کوئی نہیں تھا۔ اچانک سجاد صاحب تشریف لائے اور سلام کرکے میرے ساتھ بیٹھ گئے۔ میں نے سلام کا جواب دیا، انہوں نے گلا صاف کرکے بات شروع کی۔ وہ فرمارہے تھے کہ تہاڑ جیل میں تنگ ماحول تھا جو کچھ ہوا آپ اسے نظر انداز کردیں، یہاں کھلا ماحول ہے اور ہمارے درمیان دوری کی وجہ سے تحریک کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ آپ معذرت قبول کریں۔ ان کی یہ بات سن کر میری آنکھوں

میں آنسو آ گئے۔ میں نے کہا کیا آپ کو تہاڑ جیل میں اس کا خیال نہیں آیا؟ بہر حال میرا دل صاف ہے اور آپ مجھے بے حد عزیز ہیں۔ ہمارا ایمانی تعلق چار ماہ کے انقطاع کے بعد بحال ہو چکا تھا۔ میں سجاد صاحب کا پہلے سے زیادہ اکرام کر رہا تھا مگر وہ خود کو ایک قریبی دوست شاگرد اور مرید کی سابقہ جگہ پر دیکھنا چاہتے تھے۔ میرے زیادہ اکرام نے ان کی بے چینی کو بڑھا دیا۔ چند دن صبر کرنے کے بعد وہ ایک بار پھر میرے پاس آئے اور مصافحے کے لئے میرا ہاتھ پکڑ کر بیٹھ گئے۔ میں آج بھی ان کے جہادی ہاتھوں کی گرمی اور لمس کو محسوس کرتا ہوں۔ یہ وہ ہاتھ تھے جنہون نے بہت سارے مشرکوں سے اللہ تعالیٰ کی زمین کو پاک کیا تھا اور ان ہاتھوں نے معلوم نہیں کتنی ماؤں، بہنوں کی عزت و عصمت کو بچایا تھا۔ سجاد صاحب عام طور سے اتنا طویل مصافحہ نہیں کرتے تھے مگر آج جب خلاف عادت انہوں نے میرے ہاتھ پکڑے رکھے تو میں سمجھ گیا کہ وہ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ میں نے گردن اٹھا کر دیکھا تو ان کی آنکھیں آج پھر چمک رہی تھیں اور ہلکے ہلکے آنسو ان آنکھوں کی لو کو دھیما کرنے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔ میں نے کہا کیا حکم ہے؟ فرمانے لگے: آپ مجھے پہلے کی طرح اپنا چھوٹا بنا کر رکھیں اور ساری غلطیوں کو معاف کر دیں۔ سجاد صاحب مجھ سے عمر، مرتبے، جہادی تجربے اور مقام میں بہت بڑے تھے وہ مجھ سے بیعت تھے لیکن میں انہیں اپنا شیخ سمجھتا تھا، وہ مجھ سے بہت کچھ پڑھتے تھے لیکن وہ مجھے وہ اپنے استاذ نظر آتے تھے۔ میں نے ان کی یہ بات سن کر کہا: آپ اب بھی بہت قریب ہیں اور مجھے آپ سے ہرگز کوئی ناراضگی نہیں ہے۔ تھوڑی دیر تک ہم دونوں سر جھکا کر ایک دوسرے کو تسلی دیتے رہے۔

ہماری عادت تھی کہ ہم عام طور سے ایک دوسرے کی آنکھوں میں آنکھیں نہیں ڈالا کرتے تھے۔ اس دن کے بعد سجاد صاحب کو سبق اور اصلاحی مجلس میں ان کی پرانی جگہ مل گئی اور یوں اس نابغۂ روزگار مجاہد کے دل کا بوجھ ہلکا ہو گیا۔ میں سجاد صاحب کے ساتھ ناراضگی کا یہ واقعہ ہرگز ذکر نہ کرتا لیکن میں نے سنا ہے کہ ناراضگی کے ایام کی بعض یادگاریں کچھ حضرات کے پاس محفوظ ہیں۔ انہیں حضرات کو صحیح صورتحال بتانے کے لئے میں نے یہ سچی داستان مختصر طور پر لکھ دی ہے۔ اس واقعے کے بعد سے لے کر تا دم شہادت ہم پہلے کی طرح جیل کی زندگی کاٹتے رہے۔ ناراضی کے اس مختصر سے عرصے کو کسی کی عزت یا بے عزتی کا معیار وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جو اپنی زندگی میں کسی سے ناراض نہ ہوئے ہوں یا انہیں سجاد صاحب کے میرے ساتھ قلبی، روحانی اور ایمانی رشتے کا علم نہ ہو۔

باہمی صلح کے بعد ہم دونوں نے کئی خطوط اکٹھے بھی لکھے۔ جو سجاد صاحب کے دستخطوں کے ساتھ محفوظ ہیں۔ انہوں نے میرے نہ چاہنے کے باوجود تہاڑ جیل کے ابتدائی ایام میں بذریعہ خط (جب وہ جیل نمبر ۱ میں اور میں جیل نمبر ۲ میں تھا) مجھ سے باقاعدہ اصلاحی تعلق قائم کیا تھا۔ یہ چار ماہ کی ناراضی بھی اس اصلاحی مجاہدے کا ایک حصہ بنی اور اس سے انہیں دینی تعلق کی ایسی قدر و قیمت معلوم ہوئی کہ انہوں نے پھر کبھی اس تعلق سے دوری نہیں کی۔ وہ بہت بڑے آدمی تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ہم دونوں کو آخرت میں کامیابی اور سرفرازی کے ساتھ جمع فرمائے۔ میں ان کے ساتھ اپنے تعلق کو اپنے لئے ذخیرہ آخرت سمجھتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے جنت میں ان کی رفاقت کا سوال کرتا ہوں۔

سرورق • رابطہ

Email: musalmanbachay@gmail.com